بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔ القرآن

اسلام میں

داڑھی کا مقام

مصنف

ابومحمد سید بدیع الدین شاہ الراشدی ؒ

www.sirat-e-mustaqeem.com

نام کتاب : اسلام میں داڑھی کا مقام

مولف : فضیلۃ الشیخ علامہ بدیع الدین شاہ الراشدی (رحمۃ اللہ علیہ)

صفحات : ۳۲

ناشر : مکتبہ الفہیم

www.sirat-e-mustaqeem.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلَى سَيِّدِ الأَنْبِياء وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى أَهْلِهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِالإِحْسَانِ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ أَمَّابَعْدُ٥

اللہ تعالیٰ نے انسان کی بناوٹ نہایت بہتر اور پسندیدہ بنائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ٥ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔ (التین ۹۵/۴)

ثابت ہوا کہ جو انسان کی صورت اور ساخت ہے وہ نہایت بہترین و پسندیدہ ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ دونوں میں ظاہری تمیز کے لیے مردوں کو داڑھی والا بنایا ہے جس سے مرد کا حسن اور رعب دوبالا ہو جاتا ہے۔ گویا کہ مرد کے چہرے کا تاج ہے اس لیے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر ایک مذہب کا خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم لیکن ان کا بڑا داڑھی والا ہوتا ہے۔ گویا کہ فطری طور پر انسان داڑھی کو اپنے لیے موجب عزت جانتا ہے کیونکہ یہ رنگ الٰہی ہے جس کے برابر کوئی رنگ نہیں:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً٥ اللہ کا رنگ ہم نے اختیار کیا ہے اور بتاؤ تو اللہ سے کس کا رنگ اچھا ہے؟ (البقرۃ ۲/۱۳۸)

اور جب تک مسلمانوں کا ذہن مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے رنگ سے محفوظ تھا تو مرد خواہ عورت سب داڑھی کو مرد کے لیے زینت اور خوبصورتی سمجھتے تھے۔ چنانچہ علامہ ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ الموسوم بہ تحفة النظار في عجائب الاسفار (ص ۱۷ ج ۱) میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ شیخ جمال الدین ساوی نہایت خوبصورت شخص تھا چنانچہ ایک عورت اس پر فریفتہ ہوگئی اور کسی بہانے سے اس کو اپنے گھر میں بلالیا اور اندر آنے کے بعد دروازے بند کروا دیئے۔ اور پھر شیخ کو اپنی طرف برائی کے لیے بلایا۔ شیخ موصوف نے بچنے کی بڑی کوشش کی لیکن جب خلاصی کے لیے کوئی چارہ نہ دیکھا تو اس نے پہلے بیت الخلاء جانے کا ارادہ کیا اور اندر جا کر جیب سے استرا نکالا اور اس سے اپنی داڑھی کو مونڈ دیا۔ جب باہر نکلا تو عورت کو اس کی شکل اتنی بری لگی کہ اس سے متنفر ہوگئی اور وہ برائی سے بچ کر سلامتی سے باہر آیا۔

قارئین! غور فرمائیں جب ذہن صاف تھا تو الٰہی بناوٹ سب کو اچھی لگتی تھی۔ جب ذہن

www.sirat-e-mustaqeem.com

گندہ ہو گیا تو اچھی شکل بری اور بری شکل اچھی نظر آنے لگی۔ دراصل شیطان کی کارستانی ہے جس نے اللہ کے سامنے جرات کی اور کہا:

لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔o (النساء۴/۱۱۸۔۱۱۹)

"میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کا تعلیم دوں گا جس سے وہ چار پاؤں کے کانوں کو تراشہ کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں کا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔"

یعنی اس نے اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے جو طریقے اور ذرائع بتائے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کو ایسی تعلیم دے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدلیں گے۔ ثابت ہوا کہ داڑھی کا مونڈنا یا کاٹنا شیطان کی پیروی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔

اور ارشاد الٰہی ہے۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَاتَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَايَعْلَمُوْنَo (الروم۳۰/۳۰)

اللہ کی بناوٹ اور پیدائش کی اتباع کرو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اس کی بناوٹ کی تبدیلی نہیں ہے۔ پس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

امام الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ (ص۱۵۲ج۱) میں فرماتے ہیں:

وَقَصُّهَا أَیْ اللِّحْيَةِ سُنَّةُ الْمَجُوْسِ وَفِيْهِ تَغْيِيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ o

یعنی داڑھی کو کاٹنا مجوسیوں کا طریقہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش اور بناوٹ کو بدلنا ہے۔

اور اس طرح داڑھی کو مونڈنا اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ کرنا ہے۔ جس پر سخت وعید آئی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِo (رواہ البخاری فی صحیح ۲/۸۷۴)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اور ابن عباسؓ کی روایت مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

www.sirat-e-mustaqeem.com

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ٥ (الجامع الصغیر ۲/۱۲۳)

اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قارئین! جس کام پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہو وہ بہت کبیرہ اور خطرناک گناہ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی نے "الزواجر عنا قتراف الکبائر" (ص۱۵۵ ج ۱) میں اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور ظاہر میں داڑھی مرد کی خصوصی طور پر پہچان ہے اور داڑھی کا نہ ہونا عورت کی خصوصی طور پر پہچان ہے۔ پس جو شخص داڑھی کو مونڈتا ہے وہ یقیناً عورت سے مشابہت کرتا ہے۔ امام غزالی احیاء علوم الدین (ص۲۵۷ ج ۲) میں فرماتے ہیں۔

وَبِهَا اَیْ اللِّحْيَةِ يَتَمَيَّزُ الرِّجَالُ مِنَ النِّسَاءِ٥

یعنی اس داڑھی سے مرد عورتوں سے جدا ہوتے اور پہچانے جاتے ہیں۔

پس وہ اس وعید شدید میں داخل ہے اور داڑھی سب انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہارون علیہ السلام کی داڑھی کا ذکر ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

يَبْنَؤُمَّ لَاتَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِيْ٥ (طٰه ۲۰/۹۴)

اے میرے بھائی! تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ سر (کے بال) پکڑو۔

نیز "درمنثور" (ص۶۲ ج ۱) میں آدم اور موسیٰ علیہما السلام دونوں کی داڑھی مبارک کا ذکر ہے اور سابق انبیاء علیہم السلام کی پیروی کا بھی حکم ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

أُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام ۶/۹۰)

یہ (انبیاء) ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریقہ پر چلئے۔

ماسوا ان کاموں کے جن کو ہماری شریعت محمدی نے منسوخ کیا ہو لیکن داڑھی کے حکم کو اس شریعت نے منسوخ نہیں کیا بلکہ ثابت رکھا اور اس کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ ہمارے مرشد اعظم، سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک آپ کے سینہ مبارک کو بھرے ہوئے تھی۔ چنانچہ شمائل ترمذی باب ماجاء فی رؤیۃ النبی ﷺ فی المنام میں یزید الفارسی سے روایت ہے:

www.sirat-e-mustaqeem.com

قالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَنامِ فِيْ زَمَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُّتَشَبَّهَ بِيْ فَمَنْ رَآنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِيْ هَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ رَأَيْتَهُ فِي النَّوْمِ قَالَ نَعَمْ أَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ حَسَنُ الضَّحْكِ جَمِيْلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلٰى هٰذِهِ وَقَدْ مَلَأَتْ نَحْرَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا ٥

اس نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ خواب میں دیکھا ہے، اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان میری مشابہت رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا پس جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ پس تو اس شخص کی صفت بیان کرسکتا ہے جس کو تو نے خواب میں دیکھا ہے؟ کہا: ہاں، درمیانہ قد والا گندمی رنگ سفیدی کی طرف مائل، آنکھیں بڑی گویا کہ سرمہ ڈالا ہوا ہو، خوبصورت مسکراہٹ شکل، گول چہرہ اور داڑھی مبارک جو سینہ کو بھرے ہوئے تھی۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو جاگتے ہوئے آپ ﷺ کو دیکھتا تو یہی صفت بیان کرتا، نہ اس سے زیادہ۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی رؤیۃ النبی ﷺ فی المنام)

اسی طرح مشہور چار خلفاء: حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی المرتضیٰؓ کی بھی بڑی بڑی داڑھیاں تھیں۔ جیسا کہ طبقات ابن سعد (ص ۲۵، ۲۶، ۵۸ ج ۳)، الاصابہ لابن حجر (ص ۵۵، ۵۵۱ ج ۲) قوت القلوب لابی طالب المکی (ص ۹ ج ۴) الترغیب والترہیب (ص ۱۱۴، ج ۳) تاریخ الخلفاء للسیوطی (ص ۱۰۲، ۱۱۶، ۱۲۹) وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے۔ ایضاً داڑھی کو مونڈنا یا کاٹنا مشرکین اور مجوس سے مشابہت کرنا ہے۔ اس لیے اس سے بچنا مسلمانوں کے لیے قطعاً فرض ہے۔ کیونکہ جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے تو وہ ان میں سے شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ٥

جس نے کسی قوم سے مشابہت کی تو وہ انھی میں سے ہے۔

(الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۶۷ بحوالہ ابوداؤد من حدیث ابن عمر و بحوالہ طبرانی اوسط من حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہما)

اس معنی کی مزید وضاحت حدیث نمبر ۱ میں پڑھیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

قارئین! داڑھی کو مونڈنا اپنا مثلہ کرنا ہے یعنی اپنے آپ کو عیب دار بنانا ہے۔ چنانچہ امام فخر الاندلس امام ابن حزم فرماتے ہیں:

واتَّفَقُوا أنَّ حلْقَ جَمِيْعِ اللَّحْيةِ مُثْلَةٌ لا تجُوْزُ ○

اور مثلہ کے بارے میں حدیث منع وارد ہے۔

(فاَخْرَجَ الْحاكِمُ فِي الْمُسْتدْرَك عَنْ عِمْرَان والطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ إبْنِ عُمر والْمُغيرة رَضيِ اللّٰهُ عَنْهُمْ)

نَهى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُثْلَةِ ○ — رسول اللہ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (الجامع الصغیر ص۱۸۹ ج۲)

مثلہ کا معنی عیب دار کرنا۔ جسم کا مثلہ یہ ہے کہ قتل کر کے اس کے ناک اور ہونٹ کاٹے جائیں اور بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ گالوں کے بال مونڈے یا نوچے جائیں یا اس کو سیاہ خضاب لگایا جائے۔ جیسا کہ لغت اور حدیث کی مشہور کتاب النهاية في غريب الحديث والآثار مصنفه امام ابن الاثير الجزری (ص۲۹۴ ج۲) اور مجمع بحار الانوار مصنفہ علامہ محمد طاہر پٹنی (ص۲۸۹، ج۳) میں مذکور ہے۔ پس اس وجہ سے بھی داڑھی کا مونڈنا حرام ہو گیا۔ بلکہ گالوں کے ساتھ مثلہ کرنے پر سخت تنبیہ وارد ہے۔ المعجم الكبير للطبرانی (ص۴۱ ج۱۱) میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

أنَّ رسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ مَنْ مَثَل بِالشَّعْرِ فلَيْس لهُ عِنْدَاللّٰهَ خلاقٌ ○ — رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بالوں کے ساتھ مثلہ کیا تو اس کے لیے اللہ کے ہاں کوئی چیز نصیب نہیں۔

اس روایت میں اگرچہ کچھ کلام ہے لیکن چونکہ اصل مسئلہ بے شمار دلائل سے ثابت ہے۔ لہٰذا شاہدی میں ترغیب وترہیب کے لیے ایسی روایتیں کارآمد ہوا کرتی ہیں اور کتاب ''نہایہ'' اور ''مجمع البحار'' میں اس روایت کے الفاظ اس طرح سے ہیں۔ مُثْلَةُ شَعْرٍ حَلْقُهُ مِنَ الخُدُوْد. یعنی بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ ان کو گالوں پر سے مونڈا جائے۔ بلکہ چاروں مذاہب جن اماموں کی طرف منسوب ہیں: امام ابوحنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد حنبلؒ اور کئی ائمہ نے داڑھی مونڈنے کو حرام کہا ہے۔ (المنهل العذب المورد لابن الخطاب ص ۱۸۶ ج ۱، الابداع فی مضار الابتداع ص ۲۴۷)

قارئین! گزشتہ مضمون میں چند احادیث ذکر ہوئیں جن سے داڑھی بڑھانے کی فضیلت

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور تاکید ظاہر ہوتی ہے اور اس کا مونڈنا اور کاٹنا قابل نفرت فعل ثابت ہوا۔ سمجھدار مسلمان کے لیے اور اس کی نصیحت کے لیے بہت بڑا مواد ہے۔ اس کے بعد خاص وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن سے داڑھی بڑھانے کی فضیلت اور تاکید کے ساتھ اس کے مونڈھنے یا کاٹنے کی برائی و قباحت معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

الحدیث الاول والثانی

عَنِ ابْنِ عُمَر قالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خالِفُوْا الْمُشْرِکِیْنَ أَوْفِرُوْا اللِّحٰی وَاَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنْهِکُوْا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوْا اللِّحٰی٥

(متفق علیہ مشکوۃ ۳۸۰)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو یعنی داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح

اس حدیث میں داڑھی کو بڑھانے اور چھوڑ دینے کا حکم ہے اور رسول اللہ ﷺ کا امر فرضیت اور وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ جیسا کہ علماء اصول نے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ المنار مع شرح نورالانوار (ص ۲۳۰) التوضیح مع شرح التلویح (ص ۱۵۳ ج ۱) اصول السرخسی (ص ۱۸۵) اصول البزدوی (ص ۲۱) شرح المنار لابن مالک مع حواشی للرھاوی وعزمی وابن الحلبی (ص ۱۲۰) الحسامی (ص ۴۰) وغیرہ اور علامہ ابن حاجب جمال الدین مختصر الاصول میں فرماتے ہیں: قَالَ الْجُمْهُوْرُ الْأَمْرُ حَقِیْقَةٌ فِیْ الْوُجُوْبِ یعنی جمہور کے نزدیک امر کا حقیقی معنی وجوب ہے اور شیخ ابن الہمام حنفی ''التحریر'' (ص ۱۲۹) میں فرماتے ہیں صِیْغَةُ الامْرِ خاصَةٌ بالْوُجُوْبِ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ یعنی امر کا صیغہ جمہور کے نزدیک خاص وجوب کے لیے ہے اور اس کی شرح ''التحبیر'' مصنفہ امیر بادشاہ (ص ۳۴۱ ج ۱) میں ہے: وصححه ابن الحاجب والبیضاوی وقال الامام الرازی هو الحق والآمدی وامام الحرمین لمذهب الشافعی رحمة الله علیه و قیل انه الذی املاه الاشعری علی اصحابه یعنی علامہ ابن حاجب اور قاضی بیضاوی نے اس قول کو صحیح کہا ہے۔ امام رازی آمدی اور امام الحرمین اس قول کو حق بتلاتے ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ یہی حکم (کہ امر وجوب کے لیے ہے) امام ابوالحسن اشعری نے اپنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

شاگردوں کولکھوایااور پڑھایا تھا۔ پس داڑھی کا چھوڑ دینا فرض ہوا اور اس کے مونڈنے اور کاٹنے والا فرض کا تارک ہے اور فرض کا تارک فاسق شمار ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والے کے لیے بڑی زجر وارد ہے۔ ارشاد ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (النور۲۴/۶۳)

سو جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داڑھیوں کا کٹوانا مشرکوں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا اور جو ان سے مشابہت کرتا ہے وہ ان ہی میں سے شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے حدیث گزری۔ پس داڑھی مونڈنے والا انسان صورت اور شکل کے لحاظ سے مشرک ہے۔

فائدہ

لفظ "اوفروا" وفر سے ہے جس کے معنی ہیں کثرت اور بہتات۔ تو "اوفروا" کا معنی ہوگا داڑھیوں کو بڑھاؤ اور چھوڑ دو تا کہ بال بہت زیادہ ہو جائیں جیسے وفرہ توفیرا... کثرہ اس کو زیادہ کیا' اور بڑھایا (ترتیب القاموس ص ۶۳۶ ج ۴) دوسری روایت میں لفظ "اعفوا" ہے جو اعفاء سے ہے جس کا معنی بالوں کو چھوڑ دینا اور کچھ کم نہ کرنا۔ چنانچہ لغۃ الحدیث کی مشہور کتاب "النهاية فى غريب الحديث لابن الاثير" (ص ۲۶۶ ج ۳ باب العین مع الفاء) میں ہے۔ هو ان يوفر شعرها ولا يقص كالشوارب من عفا الشعر اذا كثر و زاد یعنی اعفاء اللحی کے معنی ہیں کہ داڑھی کے بالوں کو بڑھایا جائے اور مونچھوں کی طرح کاٹا نہ جائے۔ اس کا اصل اعفاء الشی سے ہے۔ یعنی وہ چیز بہت اور زیادہ ہوئی "غريب الحديث لابى عبيد" (ص ۱۴۸ ج ۱) میں ہے: اعفاء اللحية ان توفر حتى تكبر يقال عفا الشعر اذا كبر و ازاد یعنی اعفاء اللحیہ کا معنی ہے کہ داڑھی کو بڑھایا جائے تا کہ بڑی ہو جائے۔ "فيض الكبير شرح الجامع الصغير لعبد الروف المناوى" (ص ۳۱۶ ج ۴) میں ہے۔ واعفاء اللحية اى اكثارها بلا نقص والمراد عدم التعرض لها بشىء منها یعنی اس کا مطلب ہے کہ داڑھی کا زیادہ کرنا' بغیر کسی گھٹانے کے۔ جس سے مراد ہے کہ اس میں سے کسی بال کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور علامہ شہاب الدین ابن

www.sirat-e-mustaqeem.com

ارسلان ابوداؤد کی شرح میں فرماتے ہیں واعفاء اللحیة بالمدو هو توفیرها وترکها بحالها ولا یقص منها ولا یاخذ شیئا کعادة الکفار والقلندریة (اعفاء اللحی منصفہ شیخ محمد حیات سندھی) اس سے مراد ہے کہ داڑھی کو بڑھانا اور اس کو اپنے حال پر چھوڑنا۔ یعنی اس میں سے کوئی چیز نہ کاٹے۔ جیسا کہ کفار اور قلندریہ یعنی بے دین فرقہ کی حالت ہے۔ یہی معنی لغت کی عام کتابوں میں ہے۔ جیسا کہ ''الفائق للزمخشری'' (ص۱۳۲) والصحاح للجوہری (ص۲۴۳۳ ج۶) 'لسان العرب (ص۵۷ ج۱۵) تاج العروس (ص۲۴۸ ج۱۰) وغیرھا من کتب الفن۔ اسی طرح شروح احادیث میں بھی ہے۔ مثلاً فتح الباری (ص۳۵ ج۱۰) عمدۃ القاری للعینی (ص۴۷۰ ج۲۲) الکرمانی (ص۱۱۱ ج۲۱) ارشاد الساری للقسطلانی (ص۴۵۰ ج۸) وغیرھا من شروح۔ پس داڑھی کا مونڈنا یا کاٹنا حکم نبیؐ کے صریحاً خلاف ہے۔

حدیث الثالث

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَاَوْفِرُوْا اللُّحٰى ○

(رواہ مسلم ص۱۲۹ ج۱ مع النووی)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو بڑھا کر پورا کرو۔

الحدیث الرابع

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوْا اللِّحٰى. ○

(رواہ مسلم)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو ڈھیل دے دو۔

تشریح:

ڈھیل دینے کا معنی جب صحیح ہوسکتا ہے کہ اس کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ اصل میں ''ارخاء'' بمعنی لٹکانا اور طول دینا۔ ارخیب الستر وغیرہ اذا ارسلته یعنی پردہ کو لٹکایا (تهذیب الصحاح للزنجانی ص۹۷۶ ج۳) اور ترتیب القاموس (ص۳۳۲ ج۲) میں ہے: ارخی الفرس وله طول من حبله والستر اسدله یعنی گھوڑے کی رسی کو لمبا کیا اور پردہ کو لٹکایا۔ اور امام نوویؒ شرح مسلم (ص۱۲۹ ج۱) اس حدیث

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے تحت فرماتے ہیں ومعناه اتركوها ولا تتعرضوا لها بتغيير یعنی اس کے معنی ہیں کہ داڑھیوں کو چھوڑ دو ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہ لاؤ۔

قارئین! یہاں چار طرح کے لفظوں سے امر وارد ہے ۔۱۔ اوفوا اور بخاری کی ایک روایت میں ہے وفروا ۔۲۔ اعفوا ۔۳۔ اوا ۔۴۔ ارخوا اور پانچواں لفظ بعض روایات میں ارجوا بھی آیا ہے۔ اور امام نوویؒ (حوالہ مذکورہ) قاضی عیاض سے یہ لفظ نقل کر کے پھر فرماتے ہیں ومعناه اخروها واتركوها یعنی ان کو چھوڑ ہی دو۔ پھر امام نوویؒ فرماتے ہیں: فحصل خمس روايات اعفوا و اوفوا و ارخوا و ارجوا و وفروا و معناها كلها تركها على حال هذا هو الظاهر من الحديث الذى يقتضيه الفاظه وهو الذى قاله جماعة من اصحابنا وغيرهم من العلماء یعنی جملہ پانچ روایات ہیں۔ ایک میں لفظ اعفوا دوسری اوفوا تیسری میں ارخوا چوتھی میں ارجوا اور پانچویں میں وفروا اور سب کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑا جائے اور حدیث کے الفاظ کے معنی سے بھی یہی ظاہر ہے اور اسی طرح ہمارے ساتھیوں میں سے ایک جماعت اور دیگر علماء کا بھی یہی کہنا ہے۔

تشریح

ان احادیث میں داڑھی کو بڑھانے اور چھوڑ دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا امر وارد ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس معنی میں ہیں۔ اتنی حدیثوں کو دیکھ کر کوئی بھی مسلمان رسول اللہ ﷺ کے اس صریح حکم کی مخالفت کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

الحدیث الخامس

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ امَرَ بِاحْفَآءِ الشَّوَارِبَ وَاِعْفَآءِ اللِّحْيَةِ۝
(رواہ مسلم واخرج البیہقی فی الایمان)

ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کو مونچھیں کاٹنے اور داڑھی چھوڑنے کا حکم ہوا ہے۔

تشریح

رسول اللہ ﷺ کو امر کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ داڑھیوں کے بڑھانے کا حکم خود اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کی طرف سے کوئی مسلمان اس کے حکم کی عدولی اور نافرمانی نہیں کر سکتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

الحدیث السادس

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْفُوْا الشَّوارِبَ وَ اَعْفُوْا اللِّحٰى o

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان الجامع الصغیر ۱۲/۱)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو۔

الحدیث السابع

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْفُوْا الشَّوارِبَ وَاَعْفُوْا اللِّحٰى وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ o

(رواہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار ص ۳۳ ج ۲)

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کیا کرو۔

تشریح

اس روایت میں کچھ کلام ہے لیکن بے شمار صحیح احادیث کے ساتھ تائید لے کر حسن بن جاتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی مونڈنا یہودیوں سے مشابہت کرنی ہے۔اس لیے مسلمانوں کو ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے۔ بلکہ مسلمانوں کی جو امتیازی شان ہے یعنی داڑھی کو بڑھانا اور مونچھوں کو کاٹنا اس کو قائم رکھنا چاہیے۔

الحدیث الثامن

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَهْلَ الشِّرْكِ يُعْفُوْنَ شَوَارِبَهُمْ وَيُحْفُوْنَ لِحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ فَاَعْفُوْا اللِّحٰى وَاَحْفُوْا الشَّوَارِبَ o

(رواہ البزار)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مشرک لوگ مونچھوں کو چھوڑتے اور داڑھیوں کو کاٹتے رہتے ہیں پس تم ان کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو اور مونچھوں کو کاٹتے رہو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

تشریح

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داڑھی کو کاٹنا مشرکوں کی عادت ہے اور مسلمانوں کی عادت اس کو بڑھانا اور چھوڑ دینا ہے۔

الحدیث التاسع

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌ مِنْ فِطْرَةٍ قَصُّ الشَّارِبِ وَاعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاکُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ قَالَ زَکَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ o

(رواہ مسلم ۱/۱۲۹)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دس خصلتیں فطرت اسلامیہ میں سے ہیں۔ ۱۔ مونچھیں کاٹنا ۲۔ داڑھی کو چھوڑ دینا۔ ۳۔ مسواک کرنا ۴۔ وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا ۵۔ ناخن کاٹنا ۶۔ انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا ۷۔ بغل کے بال نوچنا ۸۔ زیر ناف بال مونڈنا ۹۔ استنجا کرنا۔ راوی معصب بن شیبہ کہتا ہے کہ دسویں چیز مجھے بھول گئی ہے، شاید کلی کرنا ہے۔

تشریح

امام نوویؒ اس حدیث کے تحت (صفحہ مذکورہ) میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهٗ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ فَهٰذَا شَكٌّ مِّنْهُ فِيْهَا قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضُ وَلَعَلَّهَا الْخِتَانُ الْمَذْكُوْرُ مَعَ الْخَمْسِ وَهُوَ أَوْلٰىo

یعنی راوی مصعب کا یہ قول کہ شاید کلی ہو۔ یہ اس کے شک اور گمان کی بنا پر ہے۔ اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ شاید اس سے مراد ختنہ ہو۔

چنانچہ صحیح مسلم میں اس سے کچھ پہلے اسی صفحہ پر دوسری حدیث ہے جس میں پانچ چیزیں فطرت کی بتائی گئی ہیں۔ یعنی ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھ کاٹنا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال نوچنا اور یہی مراد لینا بہتر ہے۔ یعنی ایک حدیث دوسری تفسیر کرتی ہے۔

قارئین! لفظ فطرت کے معنی اہل علم نے یوں بیان کیے ہیں، چنانچہ لغت کی مشہور کتاب ''القاموس'' (ص ۱۱۱ ج ۲) میں اس کے ایک معنی ''الدین'' بھی لکھا ہے اور ''النهايه لابن

www.sirat-e-mustaqeem.com

اثیر" (ص۴۵۷ ج۳) میں ہے کہ عشر من الفطرۃ ای من السنۃ یعنی من سنن الانبیاء علیھم السلام التی امرنا ان نقتدی بھم القدیمۃ التی اختارتھا الانبیاء علیھم السلام و اتفق علیہ الشرائع اور "فتح الباری" (ص۳۳۹ ج۱۰ باب قص الشارب من کتاب اللباس) کی شرح میں ہے۔

قَالَ الْخَطَّابِیُّ ذَھَبَ أَکْثَرُ الْعُلَمَاءِ إِلَی أَنَّ الْمُرَادَ بِالْفِطْرَۃِ ھُنَا السُّنَّۃُ وَکَذا قَالَ غیرُہُ قَالُوْا وَالْمَعْنٰی أَنَّھَا مِنْ سُنَنَ الأَنبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَقَالَتْ طَائِفَۃٌ الدِّیْنُ وَبِہ جَزم أَبُوْنُعَیمٍ فِی الْمُسْتَخْرَجِ وَقَالَ النَّوَوِیُّ فِی شَرْحِ الْمُھَذَّبِ جَزَمَ الْمَاوَرْدِیُّ وَالشَّیْخ أَبُوْإِسْحَاقَ بِأَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْفِطْرَۃِ فِی ھَذَا الْحَدِیْثِ الدِّیْنُ وَقَالَ أَبُوْشَامَۃَ وَالْمُرادُ مِنَ الْفِطْرَۃِ فِیْ حَدِیْثُ الْبَابِ أَنَّ ھٰذِہِ الأَشْیَاءَ إِذَا فُعِلَتْ اِتَّصَفَ فَاعِلُھَا بِالْفِطْرَۃِ الَّتِیْ فَطَرَ اللّٰہُ الْعِبَادَ عَلَیْھَا وَحَثَّھُمْ عَلَیْھَا وَاسْتَحَبَّھَا لَھُمْ لِیَکُوْنُوْا عَلٰی أَکْمَلِ الصِّفَاتِ وَأَشْرَفِھَا صُوْرَۃً وَقَالَ الْبَیْضَاوِیُّ ھِیَ السُّنَّۃُ الْقَدِیْمَۃُ الَّتِیْ اِخْتَارَتْھَا الْأَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَاتَّفَقَتْ عَلَیْہِ الشَّرَائِعُ فَکَأَنَّھَا أَمْرٌ جِبِلِّیٌ فُطِرُوْا عَلَیْھَا ٥

علامہ جلال الدین سیوطی تنویر الحوالک شرح موطا الامام مالک (ص۲۱۹ ج۲) میں فرماتے ہیں۔

"وَحُسْنَ مَاقِیْلَ فِی نَفْسِیْرِ الْفِطْرَۃِ أَنَھَا السُّنَّۃُ الْقَدِیْمَۃُ الَّتِیْ اِخْتَارَھَا الأَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامِ وَاتَّفَقَتْ عَلَیْھَا الشَّرائِعُ فَکَأَنَّھَا أَمْرٌ جِبِلِّیٌ فُطِرُوْا عَلَیْہِ."

ان عبارات کا خلاصہ ومطلب یہ ہے کہ لفظ فطرت کے دو معنی علماء سے مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ اس مراد دین ہے دوسرا یہ کہ وہ طریقہ جو سب انبیاء کا ہے۔ جن کے اتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے اور انہوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اور جملہ شریعتیں اس امر پر متفق رہی ہیں۔ اور جب انسان اس طریقہ کو عمل میں لائے گا جس سے انسان پہنچانا جائے کہ وہ الٰہی فطرت پر ہے۔ گویا کہ یہ انسان کی کامل صفتیں ہیں جو اس کی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان عبارات سے داڑھی کی شان اور عظمت معلوم ہوئی کیونکہ جب وہ دین ہے تو بغیر داڑھی انسان بے دین سمجھا جائے گا اور جب تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور انہوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اور سب شریعتیں اس پر متفق ہیں تو پھر بغیر داڑھی رہنا اور اس کو نہ چھوڑنا سب انبیاء علیہم السلام کی نافرمانی اور جمیع شریعتوں کے ساتھ بغاوت ہے۔ اور داڑھی سے انسان پہچانا جاتا ہے کہ وہ اصلی فطرت اسلامی

www.sirat-e-mustaqeem.com

پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہدایت کر دے! آمین۔

الحدیث العاشر

عَنِ ابْنِ عُمَر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَجُوْسُ فَقَالَ إِنَّهُمْ یُوْفُوْنَ سِبَالَهُمْ وَیَحْلِقُوْنَ لِحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ فَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَجُزُّ سِبَالَهُ کَمَا تُجَزُّ لِشَاةٍ أَوْ لِبَعِیْرٍo

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ ص ۳۰۸ ج ۸ بترتیب علاء الدین الفارسی)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مجوس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ مونچھوں کو بڑھاتے اور داڑھیوں کو مونڈتے ہیں۔ پس تم ان لوگوں کی مخالفت کیا کرو۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے تھے جیسا کہ بکری یا اونٹ (کے بال) مونڈے جاتے ہیں۔

تشریح

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ داڑھی کاٹنا بے دین لوگوں کا فعل ہے نہ کہ دین داروں کا۔ علامہ شیخ عبدالحق دہلوی "اللمعات شرح المشکوٰۃ" (ص ۶۷ ج ۲ باب السواک) میں علامہ التوربشتی سے نقل کرتے ہیں۔ قص اللحیة کان من صنع الاعاجم وهو الیوم شعار کثیر من المشرکین کالا فرنج والهنود و من لاخلاق له فی الدین من الفرقة الموسومة بالقلندریة طهر الله منهم حوذة الدین. یعنی داڑھی کا کاٹنا شروع سے بے دین لوگوں کی عادت رہی ہے اور آج کل کئی مشرکوں کی یہ عادت اور پہچان ہے۔ مثلاً فرنگی، ہندو اور قلندری فرقہ جن کا دین کے اندر کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ دینی ماحول کو ان سے پاک رکھے! آمین۔

الحدیث الحادی عشر

تاریخ ابن جریر (ص ۹۰، ۹۱ ج ۳) میں قصہ مذکور ہے کہ یمن کے شہزادے نے شاہ ایران کسریٰ کے حکم سے دو فوجیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا:

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَدَخَلاَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَدْ حَلَّقَا لِحَاھُمَا وَاَعْفَیَا شَوَارِبَھُمَا فَکَرِہَ النَّظْرَ اِلَیْھِمَا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْھِمَا فَقَالَ وَیْلَکُمَا مَنْ اَمَرَکُمَا بِھٰذَا قَالَا اَمَرَنَا بِھٰذَا رَبُّنَا یَعْنِیَانِ کِسْرٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لٰکِنَّ رَبِّیْ قَدْ اَمَرَنِیْ بِاِعْفَاءِ لِحْیَتِیْ وَقَصِّ شَارِبِیْ ۝

(تاریخ ابن جریر ۳/۹۱-۹۵)

وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ان کی داڑھیاں مونڈی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں' آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھنا ہی نہ پسند کیا۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر خطاب کیا کہ تم دونوں کے لیے ویل (عذاب) ہے۔ کس نے تم کو اس طریقہ کا حکم دیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ ہمارے رب یعنی کسریٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے اپنی داڑھی چھوڑنے اور اپنی مونچھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

تشریح

یہ روایت حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تاریخ موسوم بہ ''البدایہ والنہایہ'' (ص ۲۷۰ ج ۴) میں بھی ذکر کی ہے اور اس حدیث سے چند امور واضح ہوئے:

الف۔ ثابت ہوا کہ داڑھی مونڈنا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے۔ اور داڑھی مونڈنے والے شخص کی طرف آپ ﷺ نظر اٹھا کر دیکھنے کو برا جانتے تھے۔

ب۔ جو داڑھی مونڈتے اور قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں وہ اپنی بدنصیبی پر روئیں کہ شفاعت تو کیا بلکہ آپ ﷺ ان کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں۔

ج۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ عادت یا طریقہ مجوسیوں اور غیر مسلموں کا ہے۔

د۔ اس سے اس بات کی بھی تصدیق ہو گئی کہ داڑھی کاٹنا مشرکین کا شعار ہے اور اس کا عملی ثبوت ملا۔ اس لیے وہ دو شخص جن کی داڑھیاں مونڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں انہوں نے بادشاہ کسریٰ کو اپنا رب کہہ دیا اور اس کے حکم کی اتباع کو اپنے اوپر ایسا لازم سمجھا جیسا کہ مسلمانوں کو حقیقی رب العالمین کے حکم کی اتباع کو لازم سمجھنا چاہیے۔

ہ۔ اور ظاہر ہوا کہ داڑھیوں کو بڑھانا اور مونچھوں کو کاٹنا رب العالمین کا حکم ہے اور اللہ کے حکم

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی ظاہرظہور مخالفت کرنے والوں کی کیا عاقبت ہوگی ؟ وہ خود ہی سوچ لیں ۔

وہ دونوں شخص جو آپ کی طرف بھیجے گئے تھے وہ کسی اچھے مقصد کے ساتھ نہیں آئے تھے بلکہ بادشاہ کے حکم سے آپ کے خلاف وارنٹ لے آئے تھے اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانے والے تھے۔ جیسا کہ پوری روایت میں مذکور ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے حق گوئی میں پس و پیش نہیں کیا اور اس سے داڑھی بڑھانے کی اہمیت کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں ۔

آ ج کل کئی لوگ رسول اللہ ﷺ کی محبت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی داڑھیاں مونڈتے اور کاٹتے ہیں اور اس محبت کے دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہوتے ہیں ۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ۔

تَعْصِیْ الرَّسُوْلَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ
هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعُ
لَوْکَانَ حُبُّکَ صَادِقاً لَا طَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُحِبُّ مُطِیْعُ

''یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف ان کی نافرمانی بھی کرتے ہو' زندگی گواہ ہے کہ یہ انتہائی عجیب بات ہے جو عقل میں نہیں آتی ۔ اگر تو اس محبت کے دعویٰ میں سچا ہوتا تو آپ کی اطاعت کرتا کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا تابعدار ہوتا ہے ۔

ح۔ داڑھی کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کا یہ خطاب غیر مسلموں کے ساتھ تھا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ داڑھی کا کاٹنا اسلام اور دین تو کیا بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے ۔ اس لیے اس کو فطرت میں شمار کیا گیا ہے ۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۹ میں گزرا ۔

فائدہ

اس قسم کا واقعہ مرسل سند سے مصنف ابن ابی شیبہ (ص ۳۷۹ ج ۸) میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ تابعی سے مروی ہے کہ:

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَقَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَجُوْسِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ حَلَقَ لِحْيَتَهُ وَأَطَالَ شَارِبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دِيْنُنَا قَالَ لٰكِنْ فِيْ دِيْنِنَا أَنْ نَّجُزَّ الشَّوَارِبَ وَأَنْ نُعْفِيَ اللِّحىٰ ○

(ابن أبي شيبة ٣٧٩/٨)

اس نے کہا کہ مجوسیوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس نے اپنی داڑھی مونڈی اور اپنی مونچھ بڑھائی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ کہا کہ یہی ہمارا دین ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لیکن ہمارے دین میں تو یہ ہے کہ ہم مونچھیں کاٹتے اور داڑھیاں بڑھاتے ہیں۔

تشریح

تابعی تک اس سند کے سب راوی ثقہ اور معتبر ہیں اور یہ روایت مرسل ہے لیکن متابعت اور شہادت کے لیے کافی ہے۔ اس کے لیے ایک اور مرسل شاہد ہے جسے امام حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے 'المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ" (ص ٣٧٤ ج ٢ باب احفاء الشوارب و توفیر اللحیہ من کتاب اللباس) میں ذکر کیا ہے۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا دینداروں کا کام ہے اور اس کا مونڈنا یا کاٹنا بے دین لوگوں کا شعار ہے اور بعض لوگوں کا یہ کہنا بھی غلط ہوا کہ داڑھی رکھنا کوئی دینی مسئلہ نہیں، صرف عادت ہے۔ جس کی تابعداری لازم نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا متعدد حدیثوں میں حکم دینا خود بڑا ثبوت ہے کہ یہ دینی کام ہے۔

مودودی صاحب ''رسائل و مسائل'' (ص ١٤٦ ج ١) میں ایک انگریز نومسلم کا واقعہ لکھتے ہیں جس نے اسلام کا اچھا مطالعہ کرنے کے بعد اس کو قبول کیا تھا، قبول اسلام کے بعد اس نے داڑھی مونڈنی چھوڑ دی۔ بعض لوگ جو اس طرح علم دین سے کافی ناواقف تھے جیسے آپ کے یہ عزیز ہیں کہنے لگے کہ داڑھی رکھنا اسلام میں کچھ ضروری کام تو نہیں ہے، پھر کیوں خواہ مخواہ آپ نے داڑھی مونڈنی چھوڑ دی۔ اس نے جواب دیا کہ میں ضروری اور غیر ضروری کی تقسیم نہیں جانتا، میں بس یہ جانتا ہوں کہ پیغمبر ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے۔ جب میں نے پیغمبر ﷺ کی اطاعت قبول کر لی تو حکم بجا لانا میرا فرض ہے۔ کسی ماتحت کا یہ کام نہیں کہ افسر بالا (Higher Authority) کے احکام میں سے کسی کو ضروری اور کسی کو غیر ضروری قرار دے۔

مقام غور ہے کہ غیر مسلم اسلام کو قبول کرنے سے ہی اسلام کے حکم کی اہمیت کو جان لیتا ہے اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

بغیر کسی پس و پیش اور چوں چرا کے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے مگر افسوس ان لوگوں پر ہے جو کئی پشتوں سے مسلمان کہلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے حکم کی کوئی اہمیت نہیں اور طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

الحدیث الثانی عشر

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ یَقُصُّوْنَ عَثَانِیْنَهُمْ وَیُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِیْنَكُمْ وَخَالِفُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ ○

(رواہ احمد ص۲۶۴ ج۵)

ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اہل کتاب داڑھیوں کو کاٹتے اور مونچھوں کو چھوڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

تشریح

اس روایت میں بھی امر ہے اور یہ بھی بیان ہے کہ داڑھیوں کا کاٹنا اور مونچھیں بڑھانا اہل کتاب کا طریقہ اور ان کے ساتھ مشابہت ہے۔

الحدیث الثالث عشر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ شُرْبَ الْخَمْرِ وَثَمَنَهَا قَالَ وَقُصُّوْا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوْا اللِّحٰی وَلَا تَمْشُوْا فِی الْأَسْوَاقِ إِلَّا وَعَلَیْكُمْ الْإِزَارُ إِنَّهُ لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ سُنَّةَ غَیْرِنَا ○

(رواہ طبرانی فی الاوسط مجمع الزوائد ص۱۶۸ ج۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے مکہ کو فتح کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے اور فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو اور بغیر تہہ بند کے بازاروں میں نہ چلا کرو اور جو ہمارے غیر کے طریقہ پر عمل کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

قارئین! ان کے علاوہ اور بھی بہت احادیث ہیں مگر ایماندار اور سمجھ دار کے لیے اس قدر کافی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اتنی احادیث سن کر کبھی بھی آپ ﷺ کے حکم اور سنت کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عمل رہا ہے۔ خلفاء اربعہ کا بھی ذکر ہوا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

عَنْ شُرَحْبِيلِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَأَيْتُ خَمْسَةً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحْفُوْنَ شَوَارِبَهُمْ وَيُعْفُوْنَ لِحَاهُمْ وَيَصْفِرُوْنَهَا أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ وَالْحَجَّاجَ بْنَ عَامِرٍ الثُّمَالِيَّ وَالْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيْ كَرِبَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ وَعُتْبَةَ بْنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ o

شرحبیل بن مسلم سے روایت ہے کہ میری رسول اللہ ﷺ کے پانچ صحابہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مونچھیں کاٹتے اور داڑھیاں بڑھاتے تھے اور ان کو رنگ کرتے تھے۔ ۱۔ ابوامامہ باہلی ۲۔ حجاج بن عامر ثمالی ۳۔ مقدام بن معدیکرب ۴۔ عبداللہ بن بسر ۵۔ عتبہ بن عبد سلمی۔

علامہ نورالدین ہیثمی، مجمع الزوائد (ص ۱۶۷ ج ۵) میں فرماتے ہیں کہ: اسنادہ جید یعنی اس روایت کی اسناد جید (بہتر) ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ أَنَّهُ رَأَى أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ وَأَبَا أُسَيْدٍ الْبَدْرِيَّ وَرَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَأَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَأْخُذُوْنَ مِنَ الشَّوَارِبِ كَأَخْذِ الْحَلْقِ وَيُعْفُوْنَ اللِّحٰى

(الحدیث: رواہ طبرانی مجمع الزوائد ص ۱۶۶ ج ۵)

عثمان بن عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ انہوں نے ان سات صحابہ کو دیکھا ۱۔ ابوسعید خدری۔ ۲۔ جابر بن عبداللہ ۳۔ عبداللہ بن عمر ۴۔ سلمہ بن اکوع ۵۔ ابواسید بدری ۶۔ رافع بن خدیج ۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہم یہ مونچھیں کاٹتے تھے گویا کہ مونڈنے کے مشابہ ہیں اور داڑھیوں کو بڑھاتے اور چھوڑتے تھے۔

نیز عثمان بن مظعون، ابوذر غفاری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی بھی داڑھیاں تھیں۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی ص ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۳۳ ج ۱)

الحاصل صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عمل تھا۔ پس جو لوگ داڑھیاں مونڈتے یا کاٹتے ہیں وہ نہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر ہیں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے راستہ پر۔

فصل

بعض لوگ ایک روایت سے داڑھی کاٹنے کے جواز کے لیے استدلال کرتے ہیں جس کو نقل کر کے اس کی حقیقت ظاہر کی جاتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا ٥

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی مبارک کے عرض و طول سے کچھ لیتے یعنی کاٹتے تھے۔

(رواہ الترمذی فی سننہ باب ماجاء فی الاخذ من اللحیۃ من ابواب الاستیذان)

لیکن یہ روایت قطعاً صحیح نہیں بلکہ مردود اور باطل ہے۔خود امام ترمذی اس روایت کے تحت امام بخاری سے نقل کرتے ہیں: کہ ''یہ روایت بے اصل ہے، جس کی کوئی اصل نہیں۔'' اور حافظ ابن حجرؒ فتح الباری (ص ۳۵۰ ج ۱۰) میں امام موصوف سے نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے' اس روایت کی سند میں ایک راوی عمرو بن ہارون بلخی ہے جس کو ''تقریب'' میں متروک کہا گیا ہے۔امام یحییٰ بن معین اس کو کذاب' خبیث کہتے ہیں' صالح جزرہ کذاب کہتے ہیں اور ابن مہدی' احمد بن حنبل' نسائی ابوعلی نیشاپوری اس کو متروک کہتے ہیں اور ابوداؤد غیر ثقہ اور علی بن مدینی اور دارقطنی ضعیف جدا کہتے ہیں (میزان الاعتدال ص ۲۲۸ ج ۳) اور صالح بن محمد بھی اس کو متروک کہتے ہیں۔ابونعیم کہتے ہیں کہ حدث بالمناکیر لاشیء یعنی یہ شخص کوئی چیز نہیں ہے۔منکر احادیث لاتا ہے۔ابن حبان کہتے ہیں یروی عن الثقات المعضلات و یدعی شیوخا لم یرھم یعنی معتبر راویوں سے معضل روایات لاتا ہے اور ایسے استادوں سے روایت کا دعویٰ کرتا ہے جن کو اس نے دیکھا بھی نہیں۔ابن سعد کہتے ہیں تو کوا حدیثہ یعنی محدثین نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا' نیز جریر ایک روایت میں اس کو جھوٹا کہتے ہیں۔امام احمد کہتے ہیں کہ میں اس سے روایت نہیں کروں گا۔ابن مہدی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں (تہذیب ص ۵۰۲۔۵۰۵ ج ۷) پس جس شخص پر اتنے جروح ہوں تو اس کی روایت قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔اس کی اس روایت کو حافظ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال (ص ۲۲۹ ج ۳) میں راوی عمر بن ہارون کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔منکر روایت اس کو کہتے ہیں جس کا راوی باوجود ضعیف اور مجروح ہونے کے ثقات اور معتبر راویوں کے خلاف روایت لائے۔جیسا کہ فن مصطلح کی کتابوں ''شرح النخبہ'' وغیرہ میں مذکور ہے۔اس روایت کا راوی عمرو بن ہارون بلخی باوجود خود ضعیف اور مجروح ہونے کے بے شمار صحیح روایات جن کو ثقات اور معتبر راوی نقل کرتے ہیں ان کے خلاف نقل کرتا ہے۔جن میں صریح بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود داڑھی مبارک بڑھائی

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور چھوڑی ہوئی تھی اور بڑھانے کا حکم دیا اور کاٹنے سے منع فرمایا۔ اس لیے اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں۔ امام ابن جوزی "العلل المتناهية" (ص ۱۹۷ ج ۲) میں فرماتے ہیں۔
هذاالحديث لا يثبت عن رسول الله ﷺ یعنی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ بعض صحابہ سے حج کے موقع پر داڑھی سے کچھ بال کاٹنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن اولاً رسول اللہ ﷺ کا حکم عام ہے اور مطلقاً چھوڑ دینے کا حکم ہے اس کے خلاف کسی کا قول یا عمل قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ اس لیے امام نووی شرح مسلم (ص ۱۲۹ ج ۱) میں فرماتے ہیں۔
والمختار ترک اللحية على حالها وان لا يتعرض لها بتقصير شيء اصلا یعنی سب اقوال میں پسندیدہ اور صحیح قول یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑا جائے اور کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے اور اس میں سے بالکل کچھ نہ کاٹا جائے۔ تحفۃ الاحوذی (ص ۱۱ ج ۴) میں ہے۔

وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّهُ زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ يُؤْخَذُ الزَّائِدُ وَاسْتَدَلَّ بِأَثَارِ ابْنِ عُمَرَ وَعُمَرَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَهُوَ ضَعِيْفٌ لِأَنَّ أَحَادِيْثَ الْإِعْفَاءِ الْمَرْفُوْعَةَ الصَّحِيْحَةَ تَنْفِيْ هٰذِهِ الْآثَارَ فَهٰذِهِ الْآثَارُ لَا يَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهَا مَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الْمَرْفُوْعَةِ الصَّحِيْحَةِ فَأَسْلَمُ الْأَقْوَالِ هُوَ قَوْلُ مَنْ قَالَ بِظَاهِرِ أَحَادِيْثِ الْإِعْفَاءِ وَكَرِهَ أَنْ يُؤْخَذَ شَيْءٌ مِّنْ طُوْلِ اللِّحْيَةِ وَعَرْضِهَا وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ ٥

یعنی بعض لوگ ابن عمر، عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے استدلال کرتے ہیں کہ قبضہ سے اوپر کاٹ دینی چاہیے۔ یہ استدلال ضعیف اور کمزور ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ سے نقل شدہ مرفوع احادیث ان کی نفی کرتی ہے، ان میں مطلق چھوڑنے کا حکم ہے۔ پس ان احادیث کے مقابلہ میں ان آثار اور اقوال سے دلیل اخذ کرنا صحیح نہیں۔ جبکہ ایسی صریح احادیث موجود ہیں۔ پس سلامتی والا طریقہ انہی لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے اور اس کے طول یا عرض سے کچھ بال لینا برا فعل ہے۔

قارئین! بعض لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمت یعنی داڑھی کا حلیہ اس طرح بگاڑتے ہیں کہ اس کے نیچے یا اوپر کچھ مونڈتے ہیں اور اس کو خط بنانے کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ مذکورہ احادیث

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں جو رسول اللہ ﷺ کا حکم اور امر وارد ہوا اس کے خلاف بالکل کھلی نافرمانی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بالکل چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے اور کاٹنا خواہ نوچنا' الفاظ احادیث کے صریح خلاف ہے جس میں اعفاء' ارخاء' ارجاء اور توفیر اکا حکم ہے۔ ان سب کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دینا اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کرنا اور اللحیة (داڑھی) کا لغوی معنی یہ ہے کہ شعر الخدین والذقن یعنی دونوں گالوں اور ٹھوڑی کے بال جیسا کہ مشہور کتاب ''تاج العروس شرح القاموس'' (ص ۳۲۳ ج ۱۰) لسان العرب لابن منظور الافریقی (ص ۲۵۳ ج ۱۵) مجمع بحار الانوار للفتنی (ص ۲۵۰ ج ۳) وغیرہ میں مذکور ہے اور اسی طرح کتب شروح الحدیث فتح الباری وغیرہ میں مذکور ہے۔ پس یہ سب بال داڑھی میں شامل ہیں۔ جن میں سے کہیں سے بھی کچھ لینا' کاٹنا یا نوچنا حکم نبوی کے مخالف ہونے کی رو سے حرام ہے۔

فصل

جب ثابت ہوا کہ داڑھی کا بڑھانا فطری فعل ہے یعنی اس میں انسانیت کا کمال ہے پس بعض لوگوں کا یہ قول کہ لمبی داڑھی چھوڑنا بے عقلی کی علامت ہے۔ انتہائی جسارت اور بے ادبی ہے۔ ثانیاً جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مردوں کے لیے خاص بنائی ہے اور مردوں اور عورتوں کے درمیان اس سے فرق ہوتا ہے اور عورتوں کو کم عقل شمار کیا گیا ہے جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ (ص ۳۶۸ ج ۳) میں حدیث ہے کہ:

اَلَیْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفَ لِشَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ بَلٰى قَالَ ذٰلِکَ لِنُقْصَانِ عَقْلِهِنَّ○

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ یہ ان کی کم عقلی کی وجہ سے ہے۔

اور یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے جیسا کہ درمنثور (ص ۳۷۱ ج ۱) میں مذکور ہے اور قرآن کریم میں دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ○ (۲:البقرۃ:۲۸۲)

پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

پس ثابت ہوا کہ ان کی عقل ناقص ہے لہٰذا داڑھی کا بڑھانا عقل کے کمال کی دلیل ہے نہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہ کم عقلی کی۔ بلکہ جنوں اور انسانوں میں سے زیادہ عقل والے انبیاء علیہم السلام تھے۔ اس لیے ان کے سر پر نبوت کا تاج رکھا۔ ارشاد ہے کہ:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۝ اللہ تعالیٰ جس جگہ اپنی رسالت سپرد کرتا ہے اس کو خوب جانتا ہے۔ (الأنعام ۶/۱۲۴)

اور پہلے بیان ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی داڑھیاں بڑی تھیں۔ اس سے ان لوگوں کا یہ وہم اور گمان باطل ثابت ہوا۔ کیا کوئی مسلمان ایسا گمان کرسکتا ہے؟ یا اس کو کرنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت جیسی عظیم امانت (معاذ اللہ) بے عقلوں یا کم عقلوں کو دی ہے۔

مَايَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝

نیز سید الانبیاء، امام الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین محمد ﷺ جو کہ علی الاطلاق سب لوگوں سے زیادہ عقل والے ہیں۔ آپ کی داڑھی مبارک لمبی تھی اور دونوں طرف سے سینہ بھرتی تھی۔ جیسا کہ شروع میں شمائل ترمذی کی حدیث گزری۔ اس طرح صحیح مسلم (ص ۲۵۹ ج ۲ مع النووی کتاب الفضائل) میں جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ **و كان كثير شعر اللحية** اور شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ میں ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ **كان كث اللحية** اور مسند احمد (ص ۱۲۷، ۱۴۳، ۹۶۷ ج ۱) میں ہے کہ **عظيم اللحية** اور **دلائل النبوة للبيهقي** میں لفظ عظیم اللحیۃ ہے اور دوسرے طریق سے ہے کہ **كث اللحية** اور اسی لفظ سے ابو نعیم میں ابن مسعود سے مروی ہے (البدایہ والنہایہ ص ۱۸ ج ۶) ان الفاظ کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بڑی گھنی، زیادہ بالوں والی تھی۔ پس ایسا گمان کرنے والا جرات کر سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں بھی ایسا ناپاک ارادہ رکھے یا ایسی فحش بات بولے۔ **نعوذ بالله من ذلك** اور پھر صحابہ کرام جو افقہ الامۃ ہیں ان کی بھی داڑھیاں تھیں۔ حالانکہ ان ہی سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی خصوصی جماعت بنائی۔ جنہوں نے آپؐ سے دین سیکھا اور سمجھا اور دوسروں تک پہنچایا۔ ان کی داڑھیاں تھیں۔ اس لیے اس قسم کی بات کہنے والا خود بے عقل ہے اور قاضی ابو یوسف کا قول ہے: **من عظمت لحيته جلت معرفته** (قوت القلوب لابی طالب المکی ص ۹ ج ۴) یعنی جس شخص کی داڑھی بڑی ہوگی اس کی معرفت چمکتی رہے گی اور بڑے بڑے علماء نے داڑھی بڑھانے کو ضروری قرار دیا اور اس کے مونڈنے کی مذمت کی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ "الاختیارات العلمیۃ" (ص ۶) میں فرماتے ہیں: **ويحرم**

www.sirat-e-mustaqeem.com

حلق اللحیۃ یعنی داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔ حنفی مذہب کا مشہور عالم ابن عابدین شامی (ردالمختار شرح الدرالمختار ص ۴۱۸ ج ۲) میں فرماتے ہیں۔ ویحرم علی الرجل قطع لحیته ای حلقها یعنی داڑھی کا مونڈنا حرام ہے اور مالکی مذہب کا مشہور عالم علامہ عدوی حاشیہ شرح رسالہ ابن ابی زید (ص ۴۴۱ ج ۲) میں فرماتے ہیں: نقل عن مالک کراهة حلق ماتحت الحنک حتی قال انه من فعل المجوس .. کما یحرم ازالة شعر اللحیة یعنی امام مالکؒ سے منقول ہے کہ داڑھی کے نیچے کے بالوں کو مونڈنا مکروہ ہے یہاں تک انہوں نے فرمایا کہ یہ مجوسیوں کا فعل ہے۔ جس طرح کہ داڑھی کے بال ہٹانا یا مونڈنا حرام ہے۔ امام حافظ ابن عبدالبر ''التمہید'' میں فرماتے ہیں: ویحرم حلق اللحیة ولایفعله الا المخنثون من الرجال یعنی داڑھی کا مونڈنا حرام ہے، ہیجڑوں کے سوا اور کوئی مرد ایسا نہیں کرتا۔ علامہ سفارینی ''غذا الباب (ص ۳۷۶ ج ۱) میں فرماتے ہیں کہ المعتمد فی المذهب حرمة حلق اللحیة یعنی ہمارے مذہب میں معتمد یہ بات ہے کہ داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔

داڑھی بڑھانے کے فوائد

شیخ ابوطالب المکی ''قوت القلوب'' (ص ۹ ج ۴) میں فرماتے ہیں:

وقال بعض الادباء فی اللحیة خصال نافعة منها تعظیم الرجال والنظر الیه بعین العلم والوقار منها رفعه فی المجالس والاقبال علیهم ومنها تقدیمه علی الجماعة و تعقیله وفیها وقایة للعرض یعنی اذا ارادوا شتمه عرضوا له بها فوقت عرضه.

یعنی بعض ادیبوں کا قول ہے کہ داڑھی بڑھانے میں کئی فوائد ہیں مثلاً ۱۔ لوگوں کی نظر میں داڑھی والے کو عزت ہوتی ہے اور اس کو علمی اور باوقار شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ ۲۔ مجلسوں میں اس کی تعظیم کی خاطر اونچی اور نمایاں جگہ پر بٹھایا جاتا ہے اور سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ۳۔ جماعت وغیرہ میں اس کو آگے کیا جاتا ہے۔ ۴۔ اس میں اس کی عزت کی حفاظت ہے کیونکہ جب کوئی فحش کلامی پہ آتا ہے تو اس کی داڑھی دیکھ کر اس کو شرم آتی ہے اس طرح اس کی عزت بچ جاتی ہے۔

حافظ ابن قیم ''التبیان فی اقسام القرآن'' (ص ۲۳۱) میں فرماتے ہیں۔ واما شعر اللحیة ففیه منافع منها الزینة والوقار والهیبة ولهذا لایری علی الصبیان

www.sirat-e-mustaqeem.com

والنساء من الهيبة والوقار مايرى على ذوى اللحى ومنها التمييز بين الرجال. یعنی داڑھی کے بال بڑھانے میں کئی فوائد ہیں مثلاً اس میں مرد کی زینت ہے اور اس کا وقار اور تعظیم ہے اور اس سے اس کی ہیبت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لیے بچوں اور عورتوں میں وہ ہیبت اور وقار دکھائی نہیں دیتا جو کچھ داڑھی والوں میں ہوتا ہے۔ اس سے مرد اور عورت کے درمیان فرق اور پہچان ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے داڑھی بڑھانے کے طبی فوائد بتائے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ا۔ بار بار ٹھوڑی اور گالوں پر استرہ پھرانا بصارت کو بڑا نقصان دیتا ہے اور اس دائمی عمل سے آہستہ آہستہ نظر کم ہو جاتی ہے اور داڑھی والے اکثر اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ ۲۔ داڑھی گلے اور سینہ تک ضرر دینے والے جراثیم سے مانع ہے ۳۔ مسوڑھوں کو عوارض اور تکالیف سے کافی محفوظ رکھتی ہے۔ ۴۔ داڑھی کی وجہ سے بار بار تیل وغیرہ لگایا جاتا ہے جس سے گالوں کی کھال تروتازہ رہتی ہے جس طرح زمین پانی سے اور داڑھی مونڈنے والا اس فائدہ سے محروم رہتا ہے۔ (وجوب اعفاء اللحية للكاندهلوى ص۳۲، ۳۳) نیز ہومیو پیتھک علاج کی مشہور کتاب ''خاندانی علاج'' (ص۵۱۳) میں مذکور ہے کہ داڑھی بڑھانے سے خناق جیسی خطرناک بیماری سے بچاؤ رہتا ہے۔

قارئین! سب سے بڑا فائدہ اس میں یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور آپؐ نے اس کے بارے میں حکم بھی دیا ہے اور آپ کی سنت اور حکم کی تابعداری کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے جیسا کہ ارشاد ہے کہ اے رسول ﷺ

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران ۳/۳۱)

تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے چلو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

پس جو مسلمان داڑھی رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

خاتمہ

قارئین! آخر میں جناب مودودی صاحب نے اس سنت کی جو توہین کی ہے ...

www.sirat-e-mustaqeem.com

لیا جاتا ہے۔ صاحب موصوف ''رسائل و مسائل'' (ص ۱۴۵، ج ۱) میں فرماتے ہیں: ''اور خصوصاً فسق کی وہ آخر کیا تعریف کرتے ہیں جن کی بناء پر ان کی تعین کردہ مقدار سے کم داڑھی رکھنے پر فاسق کا اطلاق ہوسکتا ہے؟ مجھے سخت افسوس ہے کہ بڑے بڑے علماء خود حدود شرعیہ کو نہیں سمجھتے اور ایسے فتوے دیتے ہیں جو صریحاً حدود شرعیہ سے متجاوز ہیں۔''

اور کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں: میرے نزدیک کسی کی داڑھی کو چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔ (ص ۱۵۱ بحوالہ ترجمان القرآن ربیع الاول، جمادی الثانی سن ۱۳۶۴ھ بمطابق مارچ۔ جون ۱۹۴۵ء نمبر ص ۲۴۸۔ ۲۵۵) میں بحوالہ ترجمان القرآن صفر ۱۳۶۵ھ جنوری ۱۹۵۶ء میں ایک فتویٰ مع سوال و جواب مذکور ہے۔ جس سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

نمبر ۱

آپ کا یہ خیال کہ جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول ﷺ یا اسوہ رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادت رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھ رہے ہیں جس کے جاری کرنے کے لیے نبی ﷺ اور دوسرے انبیاء مبعوث کیے جاتے رہے۔

نمبر ۲

سنت کے متعلق لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو کچھ اپنی زندگی میں کیا ہے وہ سب سنت ہے لیکن یہ بات بڑی حد تک درست ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے۔ دراصل سنت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث کیا تھا۔ اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبی ﷺ نے بحیثیت ایک انسان ہونے کے یا بحیثیت ایک شخص ہونے کے جو انسانی تاریک کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا اختیار کیے۔ یہ دونوں چیزیں کبھی ایک ہی عمل میں مخلوط ہوتی ہیں اور ایسی صورت میں یہ فرق و امتیاز کرنا کہ اس عمل کا کونسا جزو سنت ہے اور کونسی عادت، بغیر اس کے ممکن نہیں ہوتا کہ آدمی اچھی طرح دین کے مزاج کو سمجھ چکا ہو۔ اصولی طور پر یوں سمجھئے کہ انبیاء علیہم السلام انسان کو اخلاق صالح کی تعلیم دینے اور زندگی کے ایسے طریقے سکھانے کے لیے آتے رہتے ہیں جو فطرۃ اللہ التی فطر

www.sirat-e-mustaqeem.com

الناس علیہا کے ٹھیک ٹھاک منشاء کے مطابق ہوں ان اخلاقی اور فطری طریقوں میں ایک چیز تو روح کی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری چیز قالب ومظہر کی حیثیت۔ بعض امور میں روح اور قالب دونوں اسی شکل میں مطلوب ہوتے ہیں جس شکل میں نبی اپنے قول وعمل سے ان کو واضح کرتا ہے اور بعض امور میں روح، اخلاق وفطرت کے لیے۔ نبی ﷺ اپنے مخصوص تمدنی حالات اور اپنی مخصوص افتادہ مزاج کے لحاظ سے ایک خاص عملی قالب اختیار کرتا ہے اور شریعت کا مطالبہ ہم سے صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس روح اخلاق وفطرت کو اختیار کریں، رہا وہ عملی قالب جو پیغمبر نے اختیار کیا تھا اسے اختیار کرنے یا نہ کرنے کی شرعاً آزادی ہوتی ہے۔ پہلے قسم کے معاملات میں سنت روح اور قالب دونوں کے مجموعہ کا نام ہے اور دوسرے قسم کے معاملات میں سنت صرف وہ روح اور اخلاق وفطرت ہے جو شریعت میں مطلوب ہے نہ کہ وہ عملی قالب جو صاحب شریعت نے اس کے اظہار کے لیے اختیار کیا۔

نمبر۳

اسی طرح داڑھی کے معاملے میں جو شخص حکم کا یہ منشا سمجھتا ہو کہ اسے بلا نہایت بڑھنے دیا جائے وہ اپنی اس رائے پر عمل کرے اور جو شخص کم سے کم ایک مشت کو حکم کا منشا پورا کرنے کے لیے ضروری سمجھتا ہو وہ اپنی رائے پر عمل کرے اور جو شخص مطلقاً داڑھی رکھنے کو (بلا قید مقدار) حکم کا منشاء پورا کرنے کے لیے کافی سمجھتا ہو وہ اپنی رائے پر عمل کرے۔ ان تینوں گروہوں میں کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ استنباط واجتہاد سے جو رائے اس نے قائم کی ہے وہی شریعت ہے اور اس کی پیروی سب لوگوں پر لازم ہے۔ ایسا کہنا اس چیز کو سنت قرار دینا ہے جس کے سنت ہونے کا کوئی ثبوت نہیں اور یہی وہ بات ہے جس کو میں بدعت کہتا ہوں۔ رہا یہ استدلال کہ نبی ﷺ نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا اور اس حکم پر خود ایک خاص طرح کی داڑھی رکھ کر اس کی عملی صورت بتا دی۔ لہٰذا احادیث سے حضور ﷺ کی جتنی داڑھی مذکور ہے اتنی ہی اور ویسی داڑھی رکھنا سنت ہے تو یہ ویسا ہی استدلال ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ نے ستر عورت کا حکم دیا ہے اور ستر چھپانے کے لیے ایک خاص طرز کا لباس استعمال کر کے بتا دیا۔ لہٰذا اس طرز کے لباس سے تن پوشی کرنا سنت ہے۔ اگر یہ استدلال درست ہے تو میرے نزدیک آج متبعین سنت میں سے کوئی بھی شخص اس ں اتباع نہیں کر رہا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تمدن و معاشرت میں ایک چیز وہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اخلاقی اصول ہیں جن کو زندگی میں جاری کرنے کے لیے نبی ﷺ تشریف لائے تھے اور دوسری چیز وہ عملی صورتیں ہیں جن کو نبی ﷺ نے ان اصولوں کی پیروی کے لیے خود اپنی زندگی میں اختیار کیا۔ یہ عملی صورتیں کچھ تو حضور ﷺ کے شخصی مذاق اور طبیعت کی پسند پر مبنی تھیں، کچھ اس ملک کی معاشرت پر جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے اور کچھ اس زمانہ کے حالات پر جس میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی تمام اقوام اور تمام لوگوں کے لیے سنت بنا دینا مقصود نہ تھا۔

قارئین! ان عبارات کو غور سے پڑھیں، یہاں چند باتیں قابل غور ہیں:

۱۔ سنت اور عادت میں فرق کرنا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی سب عادتیں اور خصلتیں ہمارے لیے سنت ہیں۔ ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ "تم لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔"

اور یہاں یہ فرق نہیں بتایا گیا کہ آپ ﷺ کا فلاں کام اس "عمدہ نمونہ" میں داخل نہیں ہے۔ یہ تفریق ایک قسم کی نئی تشریح ہے جس سے بے دین اور ملحد لوگوں کے لیے ایک دروازہ کھل جاتا ہے کہ جو کام آپ کو پسند نہ آئے اس کو آپ ﷺ کی عادت کہہ کر غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔

۲۔ اس قاعدہ پر داڑھی کے مسئلہ کو متفرع کیا گیا ہے حالانکہ اس کے لیے پھر جدا دلیل چاہیے کہ داڑھی بڑھانا رسول اللہ ﷺ کی صرف ذاتی عادت تھی یا شرعی عمل تھا۔ اس کے لیے کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدد دلیلیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ آپ ﷺ کا عمل تھا نہ کہ محض عادت۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خود مودودی صاحب نے اپنے بیان میں اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داڑھی چھوڑنے کا حکم دیا ہے یہ خود زبردست دلیل ہے کہ یہ شرعی حکم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت فتنے اور عذاب کا موجب ہے جیسا کہ پہلی دو احادیث کی تشریح میں سورۂ نور کی آیت گزری۔ ثانیا: جب کہ رسول اللہ ﷺ نے داڑھی کاٹنے والوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں فرمایا۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱ میں گزرا ہے۔ یہ خود بڑی دلیل ہے کہ یہ شرعی حکم تھا نہ کہ محض آپ ﷺ کی عادت تھی۔ ثالثاً: داڑھی کاٹنے کو مشرکین اور مجوسیوں کا شعار کہا گیا ہے جیسا کہ حدیثوں میں بیان ہوا، اس سے ثابت ہوا کہ داڑھی اسلامی شعار ہے اور اس کو محض عادت کہنا اسلامی شعار کی توہین کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

برابر ہے۔ رابعاً: آپ ﷺ نے مشرکین اور مجوس کے ساتھ مخالفت کرنے کے حکم دیتے ہوئے داڑھی کو بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم فرمایا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ شرعی عمل ہے، اس کو محض عادت کہنا شرعی عمل کو گرانے اور مٹانے کے مترادف ہے۔ خامساً: اوپر حدیث نمبر ۱۱ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان گزرا کہ میرے پروردگار نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ محض آپ ﷺ کی عادت نہ تھی بلکہ رب العالمین کے فرمان کی تعمیل تھی اور اس سے ان لوگوں کا خیال بھی رد ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب کے رواج کی متابعت کرتے ہوئے داڑھی بڑھائی تھی بلکہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع کرتے ہوئے اس طرح کیا۔ سادساً: اس کو فطرت میں شمار کرنا خود دلیل ہے کہ داڑھی بڑھانا اس دین کا جزو ہے۔ جس کو رسول اللہ ﷺ لائے تھے۔ سابعاً داڑھی بڑھانا ابراہیم علیہ السلام کی ملت میں تھا۔ اس لیے اس کو محض عادت نہیں کہا جا سکتا۔ ثامناً: یہ بھی ثابت ہوا کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی داڑھیاں بھی بڑھی ہوئی تھیں۔ پس اس کو صرف عادت کہنے والے یہ سوچیں کہ یہ کسی خاص قوم یا سوسائٹی کی عادت نہیں بلکہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کی عادت ہے۔ پس اگر وہ بھی شرعی عمل نہیں تو پھر کس چیز کا یہ نام ہے؟

۳۔ اس مضمون میں ''فطرۃ اللہ'' کا بھی ذکر ہے اور اوپر بیان ہوا کہ داڑھی بڑھانا بھی فطرت اور ان نیک کاموں میں سے ہے جن کے سکھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔

۴۔ روح اور قالب کی بھی عجیب مثال ہے حالانکہ قالب کی خوبی یا برائی روح کی خوبی یا برائی پر موقوف ہے۔ اور بالخصوص اللہ کے رسول ﷺ جن کا قالب اور روح دونوں یقیناً صاف اور سب قالبوں اور روحوں سے اعلیٰ ہے پس آپ کی ظاہری شکل اور قالب آپ ﷺ کی روح کی صفائی پر مبنی ہے۔ اور اگر ہم آپ ﷺ کے ظاہری قالب کی پیروی سے آزاد ہیں تو باقی کونسی ہم پر پابندی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تو آپ ﷺ کے ظاہر قالب کو ہی دیکھتے تھے۔ چنانچہ جابرؓ رسول اللہ ﷺ کے حج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

حتی اذا استوت به ناقته علی البیداء نظرت الی مد بصری من بین یدیه من راکب و ماش وعن یمینه مثل ذلک وعن یساره مثل ذلک ومن خلفه مثل ذلک و رسول اللهﷺ بین اظهر نا وعلیه ینزل القرآن وهو یعرف تاویله وما عمل من شیء عملنا به o

(صحیح مسلم ص ۳۹۵ ج ا مع النووی)

میدان بیداء میں جب آپ ﷺ کی سواری آپ کو لے کر اٹھی تو میں نے آپؐ کے آگے دائیں بائیں اور پیچھے دیکھا تو میری نظر کی پہنچ تک سوار اور پیدل آدمی تھے۔ آپ ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپؐ پر ہی قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپؐ ہی اس کی تفسیر اور مراد کو جانتے تھے۔ ہم تو وہی عمل کرتے تھے جس طرح آپؐ کرتے تھے۔

ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا ظاہری قالب دنیا کے لیے نمونہ تھا۔

۵۔ داڑھی کی بابت جو تین صورتیں مودودی صاحب نے بیان کی ہیں وہ محض خیالی اور دماغی اختراع کا نتیجہ ہیں کیونکہ حدیث میں تو صرف اعفاء یعنی داڑھی چھوڑنے کا حکم ہے۔ یہی ایک صورت صحیح ہے اس کو استنباط کہنا غلط ہے۔ کیونکہ یہ صریح نص ہے البتہ باقی دو صورتیں: یعنی قبضہ کے برابر یا کوئی نہ کوئی مقدار ان دونوں صورتوں کو استنباط کہا جائے تو اور بات ہے۔ اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ نص کے مقابلہ میں استنباط کوئی چیز نہیں ہے۔ اس سے چھوٹی داڑھی والے تو خوش ہو سکتے ہیں لیکن اہل تحقیق کے نزدیک اس کی قدر و قیمت نہیں ہے کیونکہ یہاں نص صریح موجود ہے۔

۶۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ داڑھی چھوٹی یا بڑی ہونے میں کوئی فرق نہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بالکل چھوڑ دینے' بڑھانے اور زیادہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ گزرے تو پھر اس کو گھٹانے یا چھوٹی کرنے سے بہت بڑا فرق اور حکم کی مخالفت لازم آتی ہے۔

۷۔ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کے برابر داڑھی بڑھانے کو سنت نہ کہنا خود سنت پر سنگین حملہ ہے۔

۸۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے داڑھی کو منڈوانے یا کٹوانے کو مجوسیوں اور مشرکوں کا خاصا بتلایا اور پھر ہمیں داڑھی چھوڑنے اور بڑھانے کا حکم دیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ جن رسوم کی اصلاح کرنے کے لیے تشریف لائے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ پس اس

www.sirat-e-mustaqeem.com

پر اعتراض کرنا دشمنی یا کم از کم، کم فہمی ہے۔

۹۔ رسول اللہ ﷺ کے سب کاموں کو سنت کہنے کے عقیدہ کو غلط کہنا اپنی طرف سے سنت میں تقسیم کرنی ہے جس کی اجازت رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو حاصل نہیں۔

۱۰۔ نیز یہ کہنا کہ سنت میں سے دو حالتیں خارج ہیں: ۱۔ جو کام رسول اللہ ﷺ نے بحیثیت انسان ہونے کے کیے ہیں۔ ۲۔ یا وہ جو کہ آپ ﷺ نے اس حیثیت سے کیے کہ آپؐ خاص اس دور میں تھے جب کہ وہ کام مروج تھے۔ یہ قاعدہ انتہائی خطرناک ہے۔ کئی کام ایسے حیلوں کے ذریعے رد کیے جا سکتے ہیں۔ اولاً یہ تخصیص شرعی دلائل کی بنیاد پر نہیں ہے۔ ثانیا: آپ ﷺ کی پوری زندگی کو امت کے لیے اسوہ حسنہ کہا گیا ہے اور ان میں سے صرف وہی چیز خاص ہو سکتی ہے جس کی تخصیص کے لیے قرآن یا حدیث میں کوئی نص موجود ہو اور یہاں ایسی کوئی نص موجود نہیں۔ ثالثاً: واقعی رسول اللہ ایک ایسے دور میں پیدا ہوئے جس میں عقیدہ عمل اور عبادت بلکہ پوری زندگی کی بابت کئی رسمیں اس دور کے لوگوں میں موجود تھیں جن میں سے کئی آپؐ نے رد فرمائیں اور مٹا دیں اور کچھ رسومات بحال بھی رکھیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم کیا جائے کہ داڑھی کو بڑھانا صرف عربوں کی رسم تھی لیکن آپ نے اس کو نہیں مٹایا اور اگر بات صرف اس قدر ہوتی تو کہا جا سکتا کہ داڑھی بڑھانا جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس رسم کو نہیں مٹایا لیکن یہاں تو حکم اور تاکید موجود ہے بلکہ آپ ﷺ اس کو فطرت میں شمار کر رہے ہیں اور داڑھی مونڈے ہوئے کی طرف نظر بھی نہیں اٹھاتے جس سے ہر ایک مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایک شرعی رسم ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے ضروری اور لازمی ہے۔

۱۱۔ جس کام کے لیے رسول اللہ ﷺ حکم دیں اس پر آپ ؐ کا عمل ہو ایسے حکم کی تعمیل کے لیے اور کونسا واضح ثبوت ہو سکتا ہے؟ پس ایسے حکم کو کسی اعتبار میں نہ لانا دور جدید کی شریعت ہے۔

۱۲۔ جو تین صورتیں داڑھی کی بابت ذکر کی گئی ہیں ان کے متعلق مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ اپنی رائے پر عمل کرے۔ یہ بھی عجیب فتویٰ ہے جبکہ نص نبوی ﷺ صریح موجود ہے کہ اعفوا اللحی پھر بھی ہر ایک اپنی رائے کو استعمال کرے جس کے معنی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مسلمانوں کے لیے کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

۱۳۔ دلائل سے ثابت ہو چکا کہ داڑھی بڑھانا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اور سنت ہے بلکہ آپ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ﷺ کا حکم ہے۔ پھر بھی مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ ان تینوں آراء میں کسی کو شریعت نہیں کہا جاسکتا۔ حالانکہ پہلی صورت یعنی داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا حدیث کے الفاظ میں منصوص ہے۔ پس اس کو بھی شریعت نہ کہنا جرات عظیم ہے اور اس کو اپنی رآئے کہنا حدیث کی توہین ہے۔

۱۴۔ رسول اللہ ﷺ کے معمولات کی دو قسمیں بتلاتے ہیں جن میں سے ایک بقول مودودی وہ اعمال ہیں جو کہ آپ کے اپنے مذاق اور شخصیت پر موقوف ہیں اور کچھ وہ جو کہ ایک ایسے معاشرہ میں موجود تھے جس میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے۔ یہ سب کچھ آپ ﷺ کی شان کے خلاف، بلکہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی ہے، بلکہ آپ کی عصمت میں خلل پیدا کرنا ہے۔ افسوس! آپ ﷺ کو بھی ان دنیاوی لیڈروں کا مقام دیا گیا جو کہ ہمیشہ ماحول سے متاثر ہوتے رہتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ تو ماحول کو اللہ کی شریعت اور ضابطوں کے مطابق بنانے میں کوشاں رہے۔ خود فرماتے ہیں کہ:

بعثت لاتمم صالح الاخلاقo میں نیک اور صالح اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

(الجامع الصغیر ص ۸ ج ۲ بحوالہ الحاکم والبیہقی من حدیث ابی ہریرۃؓ)

پس آپؐ کے متعلق یہ گمان کرنا کہ آپ ﷺ نے اپنی طبعی پسند یا ماحول کے اثر کی وجہ سے یہ کام کیے، آپؐ کے متعلق سوءِ ظن اور فاسد گمان ہے۔

۱۵۔ رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل کے لیے یہ کہنا کہ سب لوگوں یا قوموں کے لیے یہ کام سنت بنانا مقصود نہ تھا اس آیت کے صریحاً منافی ہے:

قُلْ یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًاo تو کہہ دے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(۷:الاعراف:۱۰۸)

بلکہ آیت لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ میں جمیع مسلمانوں سے خطاب ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صحیح راستے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین